Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 01,
Oct – Dec 2021

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

خواتین کی غذائی کفالت کے معجزانہ نظائر: آیات قرآنیہ کا اختصاصی مطالعہ

Miraculous examples of women's food security Specific study of Quranic verses

Dr. Shahida Parveen *
Director: Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Version of Record
Received: 18-11-21 **Accepted**: 09-12-21
Online/Print: 28-Dec-2021

Abstract

This article attempts to describe and analyses food security by Al-mighty Allah. Islam is the religion who assures the welfare of every person without gender discrimination by expressing no difference in worldly life and the world hereafter. Islam manages to provide physical and spiritual necessities for its followers of all genders and species.

Allah Almighty has made arrangements to meet the nutritional and economic needs of all kinds.

For example, in the barren valley of Makkah, when Hazrat Ibrahim left Hazrat Hajar alone and came out in obedience to the command of Allah Almighty, he prayed to Allah for the provision of sustenance. Allah Almighty, seeing the impatience of the wife of Hazrat Ibrahim (as) on the thirst of her son, through the angel released a spring of water there which became known as Zamzam.

key words: *Quran, food security, Miraculous examples, Women.*

اسلام انسانیت کی مکمل دینی و دنیاوی فلاح کا تصور دیتا ہے، ہر زمان و مکاں اور ہر نوع کے لیے دائمی فوز و فلاح کو یقینی بناتا ہے۔ ضرورت خواہ جسمانی ہو یا روحانی ہر جنس اور نوع کے لیے اس کی فراہمی کا انتظام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نوع کی غذائی و معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں جب حضرت ابراہیمؑ مشیت ایزدی کی تکمیل میں حضرت ہاجرہ کو تن تنہا چھوڑ کر واپس نکلتے ہیں تو بارگاہ رب العالمین میں رزق کی فراہمی کے لیے دست بدعا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کی اپنے فرزند کی پیاس پر بے تابی دیکھ کر بذریعہ فرشتہ وہاں پانی کا چشمہ جاری فرما دیا جس کا نام زمزم مشہور ہو گیا۔ خانہ بدوش

CC BY

جر ہم قبیلہ کے افراد وہاں سے گزرے تو بیابان میں اتنا پانی دیکھ کر وہیں رک گئے اور پھر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اجازت کے بعد وہیں رہائش پذیر ہو گئے ۔ذبیح اللہ جب جوان ہوئے تو ان کی شادی قبیلہ جر ہم کی لڑکی سے ہی کر دی گئی۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے بیابان میں ایک بستی آباد کر دی۔ خلیل اللہ کبھی کبھی ملک شام سے زوجہ اور پسر سے ملاقات کی غرض سے آیا کرتے تھے اور یہاں پہنچ کر اس بستی اور یہاں کے رہائش پذیر افراد کے لئے بارگاہ ایزدی میں دست سوال دراز فرما کر دعا فرماتے تھے کہ اے پروردگارِ عالم ! میں نے آپ کے حکم سے آپ کے قابل احترام گھر کے نزدیک اس چٹیل اور بیابان جگہ پر اپنی اولاد کو بسایا ہے تاکہ یہ اور اس کی آنے والی نسل آپ کا اور آپ کے گھر کا حق ادا کر سکیں۔آپ اپنے لطف و کرم سے کچھ لوگوں کو اس جانب متوجہ کر دیں تاکہ وہ یہاں عبادت کی غرض سے آئیں اور یہاں کی رونق میں اضافہ ہو۔اور ان کے رزق اور دل لگی کے لئے پردہ غیب سے ایسا بندوبست فرمادے کہ یہاں دنیا کی ہر ضرورت زندگی دستیاب ہو جائے اور عمدہ پھلوں اور اشیائے خورد و نوش کی کثرت ہو جائے تاکہ مکمل خشوع کے ساتھ یہ آپ کی عبادت اور شکر گزاری میں مصروف ہو جائیں۔

قرآن کریم اس خوبصورت دعا کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے :

﴿رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ [1]

اے ہمارے رب ! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایک بنجر وادی میں بسایا، اے ہمارے رب ! تاکہ یہ نماز قائم کریں لہٰذا تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ یہ شکر گزار بنیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی صالح بندی کا اپنے اوپر پختہ ایمان اور بھروسہ دیکھتے ہوئے حضرت ہاجرہؓ کے لیے جہاں غذا کا معجزانہ انتظام فرمایا ساتھ ایک پانی کا ایسا چشمہ عطا کیا جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ کے صدق قلبی، خلوص اور اعتماد کے نتیجے میں ایک ایسا پانی عطا فرمایا جو بنی نوع انسان کے لیے عطیہء خداوندی ہے جو بھوک میں سیرابی، بیماری میں شفا اور قبولیت دعا کا باعث بنتا ہے۔اس خصوصی پانی کو زم زم کہا جاتا ہے۔

"زمزم" کا نام زمزم اس کے پانی کی کثرت کی وجہ سے پڑا، ایک قول یہ بھی ہے کہ "زم زم" اور "زمزوم" کے معنی ہی کسی بھی چیز کی کثرت کے آتے ہیں، اور اسکی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہ پانی چونکہ "اکٹھا اور مجتمع" ہے اس لیے اس پر زمزم کا اطلاق کیا گیا، چونکہ جس وقت یہ پانی بہنے لگا تو حضرت ہاجرہ نے اس پانی سے فرمایا: "زمزم" یعنی اکٹھے ہو جا، اس طرح یہ پانی یکجا اور اکٹھا ہو گیا، اس لیے اس کا نام "زمزم" پڑ گیا، ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ جس وقت یہ پانی نکل پڑا اور داہنے اور بائیں جانب بہنے لگا، تو حضرت ہاجرہ نے اس پانی کو اس کے اطراف مٹی سے اکٹھا کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " اگر تمہاری ماں حضرت ہاجرہ نے اس پانی کا احاطہ نہ کیا ہوتا تو یہ مکہ کی وادیوں کو بھر دیتا۔" [2]

زمزم کی جامع افادیت کو بیان کرتے ہوئے ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے :

ماء زمزم لما شرب له ان شربته تستشفی شفاک اللہ وان شربته لشبعک اشبعک اللہ وان شربته لقطع ظمئک قطعه اللہ وھی ھزمة جبریل وسقیا اللہ اسماعیل[3]

"آب زمزم کو جس مقصد کے لئے پیا جائے اس کے لئے کافی ہے۔ اگر آپ بیماری کی شفاء کے لئے پیو گے تو اللہ آپ کو شفاء نصیب فرمائیں گے، اور اگر اسے شکم سیری کے لئے پیو گے تو اللہ شکم سیر کر دیں گے اور اگر پیاس بجھانے کے لئے پیو گے تو اللہ پیاس دور کر دیں گے۔ یہ کنواں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کھودا ہوا ہے اور یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے اللہ کی طرف سے سیرابی کا انتظام ہے، اگر تم اسے اللہ کی پناہ چاہنے کے لئے پیو گے تو اللہ پناہ نصیب کریں گے۔"

اسی حدیث کی روشنی میں فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ دنیوی یا اخروی مسائل کو حل کرنے کے لئے "آب زمزم" پینا مسنون ہے۔[4] اور اس کو پیتے وقت چونکہ دعا قبول ہوتی ہے اس لئے اس وقت دعا کرنی چاہئے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جب "آب زمزم" پیتے تو یہ دعا کرتے:

"اللھم انی اسألک علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من کل داء"[5]

"اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء مانگتا ہوں۔"

نیز حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:

"ارسلنی النبی ﷺ وھو بالمدینة قبل ان یفتح مکة الی سھیل ابن عمر وان اھد لنا من ماء زمزم ولاتترک فبعث الیه بمزادتین"[6]

"مجھے نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ سے قبل سہیل ابن عمرو کے پاس بھیجا اور آپ ﷺ مدینہ ہی میں تھے اور سہیل ابن عمر کے پاس یہ اطلاع بھیجی کہ میرے لئے آب زمزم بھیجنا نہ بھولیں چناں چہ انہوں نے دو ڈول آب زمزم بھیجا۔"

اس پانی کی اتنی اہمیت وفضیلت کا باعث یہ ہے کہ اس کے وجود میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے شدت پیاس سے بہنے والے آنسو اور حضرت ہاجرہ کا اپنے پروردگار پر بے پناہ اور فقید المثال بھروسہ اور پیاس سے جاں بلب لخت جگر کی پیاس بجھانے کی جدوجہد میں صفا و مروہ کے چکر گویا خلوص، صبر اور بے تابی شامل ہیں، یہ وہ پانی ہے کہ جس کی فراہمی باری تعالیٰ کے خصوصی کرم کا مظہر ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذن باری تعالیٰ کی تعمیل میں اسے اپنے قدم یا اپنے پر سے کھودا ہے، یہ وہ پانی ہے اس سے سب سے پہلے اپنی تشنگی بجھانے والے نبی ابن نبی اور حضرت محمد ﷺ کے جد امجد یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں مزید یہ کہ اس کا محل وقوع اس ارض مقدس سے صرف ۳۸ ہاتھ کے فاصلہ پر ہے جہاں ہر وقت اللہ کی رحمت برستی ہے، شارح مسلم علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

"واما زمزم فھی البئر المشھورة فی المسجد الحرام بینھا وبین الکعبة ثمان وثلثون ذراعا۔"[7]

"زمزم وہ مشہور کنواں ہے جو مسجد حرام میں واقع ہے، کعبہ اور اس کے درمیان ۳۸ ہاتھ کا فاصلہ ہے۔"

متعدد روایات میں اس بابرکت پانی کے خصائص و فضائل بیان کئے گئے ہیں: حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں:

((خیر ماء علی وجه الارض ماء زمزم فیه طعام الطعم وشفاء السقم)) [8]

"زمین پر سب سے بہترین پانی آب زمزم ہے، اس میں غذائیت اور بیماری کی شفاء ہے۔"

'زمانہ جاہلیت میں اس کو ''شباعة'' (سیراب کرنے والا) بھی کہا جاتا تھا جیسا کہ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں: کنا نسمیها شباعة "ہم اسے "شباعت" (سیراب کرنے والا) کہتے تھے"[9]

اس کے علاوہ زمزم کو ان ناموں سے بھی موسوم کیا گیا ہے:

سیدة: یعنی تمام پانیوں کا سردار، روئے زمین پر اس سے افضل پانی نہیں، اسلئے اس کا نام سیدہ بھی رکھا گیا ہے۔

نافعة: یعنی نفع مند، اسکے پینے سے بہت سے منافع ہوتے ہیں اسلئے اس کا نام نافعہ بھی رکھا گیا ہے۔

طاہرة: یعنی پاک وصاف، یہ پاک وصاف پانی ہے اسکو بارہا ٹیسٹ کیا گیا ہے یہ تمام جراثیم سے پاک نکلا اس میں کسی بھی قسم کے جراثیم نہیں پائے جاتے، اس کا پانی باعث صحت وعافیت ہے۔

بعض لوگوں نے مزید اسماء ذکر کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

طیبہ، شبّاعة العیال، شراب الابرار، قریة النمل، نقرة الغراب، الاعصم، ہزمة اسماعیل، حفرة العباس۔ اس نام کا ذکر یاقوت نے المشترک میں کیا ہے۔ ہمزۃ جبرئیل میم کی زاء پر تقدیم کے ساتھ۔ اس کا ذکر سہیل نے کیا ہے۔ شباعہ۔ اس کا اضافہ بکری نے کیا ہے۔ رکضة جبرئیل، حفرة عبد المطلب۔ یہ دو اسماء ابو عمر زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں [10]

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ "آب زمزم" پیتے وقت یہ کہتے کہ اے اللہ مجھ سے مؤمل نے ابو الزبیر کے حوالے سے اور ابو الزبیر سے حضرت جابرؓ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ "آب زمزم" ان تمام مقاصد کے لئے مفید ہے جن کے لئے اسے پیا جائے اس لئے اس حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے اے اللہ میں اسے قیامت کی پیاس بجھانے کے لئے پی رہا ہوں (ابن ہمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر: باب الاحرام، فصل فی فضل ماء زمزم، دار الکتب العلمیة، بیروت، س۔ن،)

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ حج کے موقع پر آنے والے ایک فالج زدہ شخص کو آبِ زم زم شفا کی نیت سے پینے پر فالج کے مرض سے باذن اللہ نجات مل گئی۔ [11]

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن خزیمہؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کہاں سے (اتنا زیادہ) علم حاصل ہوا، انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: " ماء زمزم لما شرب له " یعنی ماء زمزم جس نیت سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے، سو میں نے اس نیت سے زمزم پیا کہ یا اللہ مجھے علم نافع عطا فرما دیجئے۔ [12]

علامہ ابن قیم کا بیان ہے کہ میں نے آب زمزم کئی امراض سے نجات حاصل ہونے کی نیت سے پیا سو اللہ تعالی نے مجھے اپنے حکم سے ان امراض سے نجات عطا فرما دی، اور کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مجھ پر ایسا وقت گزرا ہے کہ میں مریض تھا طبیب دستیاب تھا نہ دواء موجود

تھی پس میں آب زمزم شفاء کی نیت سے پیتا تھااور زمزم پیتے ہوئے (قرآن کریم کی آیت) ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھتا تھااور بار بار ایساہی کرتا تھا پس مجھے مکمل شفاء حاصل ہوگئی، پھر میں نے ماء زمزم بہت سے دردوں کے لئے پیا پس مجھے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔[13]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

ان آیة ما بیننا وبین المنافقین انہم لا یتضلعون من زمزم [14]

بیشک ہمارے اور منافقین کے درمیان یہ فرق ہے کہ منافقین آب زم زم سے سیراب نہیں ہوتے۔

انسان نے اس پانی کی افادیت سے صدیوں فائدہ اٹھایا ہے اور بے شمار سائنسی تحقیقات نے اس پانی کے انمول ہونے کی تصدیق کی ہے۔اکیسویں صدی میں ایک بار پھر اس نایاب پانی کی انفرادیت پر جاپان میں قائم ہیڈو انسٹیٹیوٹ برائے تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر ایموٹو نے تحقیق کی اور اپنے نتائج میں کہا کہ آب زم زم کا ایک قطرہ اگر عام پانی کے ایک ہزار قطروں میں شامل کیا جائے تو عام پانی میں زم زم والی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔انہوں نے لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعے معلوم کیا کہ آب زم زم کے خواص کو تبدیل کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں زم زم کی ری سائیکلنگ کرنے کے بعد بھی اس کے بلور میں کوئی تبدیلی نہیں پائی گئی۔اس کی اصل وجہ جاننے سے سائنس قاصر ہے۔[15]

گویا یہ بیش قیمت پانی جس کی زمانے میں مثال موجود نہیں ،جو ہزاروں سے برس سے جاری ہے اور اس کی فراہمی میں کبھی تعطل واقع نہیں ہوا یہ ایک خاتون اور بچے کی غذائی ضروریات کی تکمیل کے لیے رحمت باری تعالیٰ کے خصوصی کرم سے جاری ہوا اور جس کی برکت سے تا قیامت بنی نوع انسان کا استفادہ جاری رہے گا اور انسان اس سے جسمانی۔روحانی اور مادی فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

حضرت مریم کے لیے خصوصی رزق کی فراہمی

اسی طرح حضرت مریم کی پردہ غیب سے رزق کی فراہمی کے ذریعے خصوصی کفالت فرمائی۔

حضرت مریم کی والدہ نے اللہ تعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ وہ اپنے بطن میں موجود اولاد کو راہ خدا میں وقف کریں گی چنانچہ حضرت مریم کو حضرت زکریا کی کفالت میں عبادت گاہ کے ساتھ ایک مخصوص حجرہ میں رکھا گیا جہاں حضرت زکریا کے علاوہ کسی اور انسان کی رسائی نہ تھی۔رحمت باری تعالیٰ نے ان کے لئے پردہ غیب سے خصوصی رزق کا اہتمام فرمایا۔اس واقعہ کا تذکرہ سورہ آل عمران میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فتقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ[16]

پس اس کے رب نے اسے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کیا اور اچھی نشو ونما کے ساتھ اس کی پرورش کی اور اس کا کفیل زکریا کو بنادیا۔جب کبھی زکریا اس کے پاس عبادت خانے میں داخل ہوتا،اس کے پاس کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز پاتا، کہا اے مریم ! یہ تیرے لیے کہاں سے ہے؟اس نے کہا یہ اللہ کے پاس سے ہے۔بے شک اللہ جسے چاہتا ہے کسی حساب کے بغیر رزق دیتا ہے۔

رزق ہر وہ عطیہ جو جاری ہو خواہ دنیوی ہو یا اخروی اور رزق بمعنی نصیبہ بھی آ جاتا ہے۔اور کبھی اس چیز کو بھی رزق کہا جاتا ہے جو پیٹ میں پہنچ کر غذا بنتی ہے۔کہا جاتا ہے۔اعطی السلطان رزق الجنود بادشاہ نے فوج کو راشن دیا۔ رزقت علما۔ مجھے علم عطا ہوا۔[17]

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں :

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی طور پر ان کو پھل ملتے رہے، گرمی کے پھل سردی کے زمانہ میں اور سردی کے پھل گرمی کے زمانہ میں ان کے پاس ملتے تھے۔ حضرت زکریا (علیہ السلام) ان کا بہت دھیان رکھتے تھے۔اور ان کے سوا کوئی شخص حضرت مریم کے پاس نہیں جا سکتا تھا جب وہ ان کے پاس جاتے تو دیکھتے تھے کہ غیر موسم کے پھل رکھے ہوئے ہیں اول تو دروازہ بند ہوتے ہوئے اندر پھلوں کا پہنچ جانا پھر غیر موسم کے پھل ہونا۔ یہ دونوں باتیں بڑے تعجب کی تھیں حضرت زکریا (علیہ السلام) نے ان سے سوال فرمایا کہ یہ پھل کہاں سے آئے انہوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ (اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ) کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔اس آیت سے کرامات اولیاء کا ثبوت ہوتا ہے۔ ([18])

محراب سے مراد وہ گوشہ یا حجرہ ہے جو حضرت مریم (علیہ السلام) کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ حضرت زکریا (علیہ السلام) ان کی دیکھ بھال کے لیے اکثر ان کے حجرے میں جاتے تھے۔آپ (علیہ السلام) جب بھی حجرے میں جاتے تو دیکھتے کہ حضرت مریم (علیہ السلام) کے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور بغیر موسم کے پھل موجود ہوتے۔ بعض لوگوں کی رائے یہ بھی ہے کہ یہاں رزق سے مراد مادی کھانا نہیں بلکہ علم و حکمت ہے کہ جب حضرت زکریا (علیہ السلام) ان سے بات کرتے تھے تو حیران رہ جاتے تھے کہ اس لڑکی کو اس قدر حکمت اور اتنی معرفت کہاں سے حاصل ہو گئی ہے ؟

(قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ہٰذَا) [19]

یہ انواع و اقسام کے کھانے اور بے موسمی پھل تمہارے پاس کہاں سے آ جاتے ہیں ؟ یا یہ علم و حکمت اور معرفت کی باتیں تمہیں کہاں سے معلوم ہوتی ہیں ؟

(قَالَتْ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ) [20]

یہ سب اس کا فضل اور اس کا کرم ہے۔

حضرت مریمؑ کو دیئے جانے والے رزق کے بارے میں دو نقطہ نظر ہیں

۱۔ یہ غذائی اشیاء یعنی کھانے پینے سے متعلقہ نعمتیں تھیں۔

۲۔ یہ علم و حکمت کا خزانہ تھا جس سے آپ کو نوازا گیا تھا۔

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔"کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس ان کے حجرے میں جاتے تو بے موسمی میوے ان کے پاس پاتے مثلاً جاڑوں میں گرمیوں کے میوے اور گرمیوں میں جاڑوں کے میوے۔ حضرت مجاہدؒ، حضرت عکرمہؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت ضحاکؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت ربیع بن انسؒ، حضرت عطیہ عوفیؒ، حضرت سدیؒ کا اس آیت میں یہی نقطہ نظر ہے۔

حضرت مجاہدؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہاں رزق سے مراد علم اور وہ صحیفے ہیں جن میں علمی باتیں ہوتی تھیں۔ لیکن اول قول ہی زیادہ صحیح ہے۔"[21]

اگر سیاق کلام کو دیکھا جائے تو بھی رزق کا مفہوم کھانے پینے کی اشیاء ہی زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ نصوص سے یہی ثابت ہوتا ہے عکرمہؒ سے اس کی وضاحت منقول ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، ثنا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ النَّضْرِ عَنْ عِكْرِمَةَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ :فَاكِهَةَ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ، وَفَاكِهَةَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَاءِ

حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو، ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ :الرُّمَّانَ وَالْعِنَبَ فِي غَيْرِ حِينِهِ[22]

اکثر سلف کے نزدیک "رزق" سے مراد ظاہری کھانا ہے کہتے ہیں مریم کے پاس بے موسم میوے آتے گرمی کے پھل سردی میں، سردی کے گرمی میں۔ اور مجاہد سے ایک روایت ہے کہ "رزق" سے مراد علمی صحیفے ہیں جن کو روحانی غذا کہنا چاہیئے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

ضحاک بیان کرتے ہیں کہ حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس سردیوں میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں سردیوں کے پھل دیکھتے تھے مجاہد نے بیان کیا ہے وہ ان کے پاس بے موسمی انگور دیکھتے تھے۔ ([23])

جن مفسرین نے رزق سے مراد حکمت و معرفت لی ہے۔ مولانا عبد الماجد دریابادی اس نقطہ نظر کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكلما تقتضى التكرار فيدل على كثرة تعهده وتفقده لاحوالها ودلت الاية على وجد الرزق عندها كل وقت يدخل عليها (بحر) رزقا کھانے پینے کا سامان۔ مثلاً تر و تازہ میوے۔ بعض "جدت پسندوں" نے یہاں رزق کے معنی فیض اور علم و حکمت کے لیے ہیں۔ لیکن محققین نے کہا ہے کہ یہ تفسیر کے حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ بعد من فسر الرزق هنا بانه "فیض"۔ (بحر) ماجدی

دوسرے سیاق کلام سے بھی یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ رزق ظاہری حالت میں موجود ہوتا تھا اور حضرت زکریاؑ اپنے علاوہ کسی انسان کی حضرت مریمؑ کے حجرے تک عدم رسائی کی بناپر حیران ہوتے تھے کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟

قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ وجد آیا وہ اشیائے مادی کے لیے مستعمل ہے نہ کہ معنوی کے لیے۔ مثلاً

۱۔ قَالُوْا جَزَآؤُه مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ [24]

اس کی سزا یہی ہے کہ جس کے اسباب میں سے پایا جائے وہی اس کا بدلہ ہے

۲۔ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا[25]

یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا ان دونوں کے پرے اس نے ایک ایسی قوم پائی جو بات سمجھنے کے قریب بھی نہ تھی۔

۳۔وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ ۚ[26]

مدین کے پانی پر جب پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے اور دو عورتیں الگ کھڑی اپنے جانوروں کو روکتی ہوئی دکھائی دیں۔

ان دلائل سے قرین قیاس یہی ہے کہ حضرت مریمؑ کو دیا جانے والا رزق مادی تھا جو پردہ غیب سے فراہم کیا جاتا تھا۔

حضرت زکریا (علیہ السلام) جب بھی حضرت مریم کے حجرہ میں آتے ان کے پاس بے موسم کے تروتازہ پھل دیکھتے۔ متواتر روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ بے موسم پھل ہوتے تھے۔

امام رازی رقمطراز ہیں:

ان زکریا (علیه السلام) کان یجد عندها فاکهة الشتا فی الصیف وفاکهة الصیف فی الشتاء[27]

ہم ان تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے کہ یہ رزق کیسا تھا ؟جس طرح کہ مختلف روایات وارد ہیں ' یہاں اس قدر کہنا کافی ہے کہ وہ رزق بڑا بابرکت تھا۔ آپ کے ماحول میں برکت تھی اور ہر طرف سے وہ چیزیں مہیا ہو رہی تھیں جن پر رزق کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس قدر وافر رزق ہوتا تھا کہ ان کا کفیل بھی حیران رہ جاتا۔ حالانکہ وہ نبی تھا۔ وہ ان فیوض وبرکات کو دیکھ کر حیرانی سے پوچھتا کہ یہ کیسے اور کہاں سے ؟ لیکن حضرت مریم ایک مومن صادق کی طرح بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ جواب دیتیں اور اللہ کے انعامات کا اعتراف کرتیں۔ اللہ کے کرم کا اقرار کر کے معاملہ اس کے حوالے کر دیتیں۔[28]

اسلوب کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ رزق خرق عادت کے طور پر حضرت مریم (علیہ السلام) کے پاس پہنچ رہا تھا۔ اکثر تابعین سے منقول ہے کہ حضرت زکریا (علیہ السلام) جب بھی مریم (علیہ السلام) کے حجرہ میں جاتے تو ان کے ہاں بے موسم کے تازہ پھل پاتے۔ اور رزق سے علم مراد لینا صحیح نہیں ہے۔[29]

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت زکریا اور دوسرا کوئی شخص لا کر دینے والا نہیں تھا اس لیے حضرت زکریا (علیہ السلام) نے ازراہ تعجب وحیرت پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں ؟انہوں نے کہا اللہ کی طرف سے۔[30]

حضرت مریمؑ کو بار دگر رزق کی فراہمی

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نیک بندی کو نہ صرف بچپن میں مافوق الفطرت ذرائع رزق سے سرفراز فرمایا بلکہ جوانی میں آزمائش کے وقت بھی ایسے ہی اپنی جانب سے وہاں رزق بہم پہنچایا جہاں مادی کمک کے تمام ذرائع مسدود تھے اور اپنی قدرت کاملہ کا اظہار بے موسم کھجور اور پانی کی فراہمی سے کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَجَاۗءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۔فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۔وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا [31]

پس لے آیا اس کو دردِزہ کھجور کے تنے کے پاس، اس وقت اس نے کہا کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور میں بھولی بسری ہو چکی ہوتی۔ پس کھجور کے نیچے سے فرشتے نے اس کو آواز دی کہ غمزدہ نہ ہو تمہارے پائیں سے تمہارے پرودگار نے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلاؤ، تم پر تر و تازہ خرمے گرنے لگیں گے۔ پس کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو اسے اشارے سے کہو کہ میں نے خدائے رحمٰن کے روزے کی منت مان رکھی ہے تو آج میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔

رُطَبًا جَنِيًّا کی تفسیر میں مولانا محمد عبدہ فیروز آبادی لکھتے ہیں :

جنیت (ض)) جن یا میں نے درخت سے پھل توڑا۔ الجنی والجنی چنے ہوئے پھل، چھتہ سے نکالا ہوا شہد لیکن عام طور پر جنی تازہ پھل کو کہتے ہیں جو حال ہی میں تورا گیا ہو قرآن میں ہے تساقطُ عَلَیکِ رُطباًجَنِیًّا [32] تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ وَجَنَی الجَنَّتَینِ دانٍ [الرحمٰن / 54] اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ اجنی الشجدۃ درخت کے پھل پک گئے توڑنے کے قابل ہوگئے زمین زیادہ پھلوں والی ہوگئی۔ اسی سے یعنی پھل توڑنے کے معنی سے بطور استعارہ گناہ کرنے کے معنی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اجترم کا محاورہ بطور استعارہ اس معنی میں آتا ہے۔ تفسیر مفردات القرآن

تفسیر قرطبّی

مجاہد نے کہا : رطباًجنیاًوہ عجوہ کھجور تھی۔ حضرت عباس بن فضل نے کہا : میں نے ابو عمرو بن العلاء سے رطبا جنیا، کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا : وہ ابھی خشک نہیں ہوتی تھی اور چننے والوں کے ہاتھوں سے دور نہیں ہوئی تھی یہ صحیح قول ہے۔ فراء نے کہا : الجنی وہ کھجوریں جو ایک درخت سے کاٹی گئی ہوں اور اس مکان سے لی گئی ہو جہاں وہ پیدا ہوئیں بطور دلیل یہ شعر پڑھا :

و طيب ثمار فی رياض أريضة وأغصان اشجارِ جناها علی قرب

الجنی سے مراد وہ ہے جو چنی جاتی ہیں یعنی جو کاٹی جاتی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا : وہ تنا بالکل خشک تھا جب حضرت مریم نے اسے حرکت دی تو آپ نے تنے کے اوپر دیکھا وہاں سبز پتے ظاہر ہو چکے تھے پھر اس کے گابھے کو دیکھا جو ان ٹہنیوں اور پتوں سے نکل چکا تھا پھر سبز کھجوریں بنیں پھر آدھی پکی کچی کھجوریں بنیں پھر سرخ ہوئیں پھر پک گئیں پھر چھوارے کی شکل میں بن گئیں اور یہ سب کچھ آنکھ جھپکنے کی دیر میں ہوا کھجوریں آپ کے سامنے گرتیں اور اس میں کوئی پھٹتی نہیں تھی۔

ربیع بن خثیم نے کہا: اس آیت کی وجہ سے میرے نزدیک بچہ جنم دینے والی عورتوں کے لیے کھجوروں سے بہتر کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اگراللہ تعالیٰ کے نزدیک بچہ جنم دینے والی عورتوں کے لیے کوئی اور چیز افضل ہوتی تو اللہ تعالیٰ حضرت مریم کو وہی کھلاتا۔ اسی وجہ سے علماء نے فرمایا: اس وقت سے نفاس والی عورتوں کے لیے چھواروں کی عادت ہے اسی طرح گھٹی بھی کھجور سے دی جاتی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: جب بچہ جنم دینا مشکل ہو تو کھجور سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں اور مریض کے لیے شہد سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں، یہ زمخشری نے ذکر کیا ہے۔ ابن وہب نے کہا: امام مالک نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رطباًجنیاً، الجنی اس کھجور کو کہتے ہیں جو بغیر نقش اور فساد کے پکی ہوئی ہو۔ النقش یہ ہے کہ آدمی پکی آدھی کچی کھجور کو نیچے سے کانٹے مارنا تاکہ جلدی پک جائے۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہ وقت سے پہلے کسی چیز کو جلدی تیار کرنا ہے ایسا کرنا کسی کے لیے مناسب نہیں اگر کوئی ایسا کرے گا تو بیع کے لیے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا نہ اس کو پکانے کے لیے یہ جائز ہوگا۔۔ طلحہ بن سلیمان سے جن یا اتباع کے طور پر جیم کے کسرہ کے ساتھ مروہ ہے یعنی ہم نے نہر اور کھجور میں دو فائدے رکھے ہیں، ایک کھانا، پینا اور دوسرا دل کی تسلی کیونکہ یہ دونوں معجزے ہیں۔ فکلی واشربی وقری عیناً۔ کا یہی مفہوم ہے یعنی کھجوروں سے کھاؤ، نہر سے پانی پیو اور اپنے بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو۔

تفسیر در منثور سیوطی

۱۳:۔ ابویعلی، ابن ابی حاتم، ابن سنی اور ابو نعیم دونوں نے طب نبوی میں عقیلی ابن عدی ابن مردویہ اور ابن عساکر نے علی (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو کیونکہ یہ اس مٹی سے پیدا کی گئی جس سے آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے اور درختوں میں سے کوئی درخت ایسا نہیں ہے جو دوسرے کو باردار کردے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اپنی عورتوں کو تازہ کھجور کھلاوٴ اگر پکی کھجور نہ ہو تو چھوہارے کھلاؤ اور درختوں میں سے کوئی درخت زیادہ عزت والا نہیں ہے اس درخت سے کہ جس کے نیچے مریم بنت عمران (علیہا السلام) بیٹھی تھیں۔

۱۴:۔ ابن عساکر نے ابوسعید خدری (رض) سے روایت کیا کہ ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کیا کہ کھجور کس مٹی سے پیدا کی گئی آپ نے فرمایا کھجور، انار اور انگور آدم (علیہ السلام) کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کئے گئے۔

۱۵:۔ ابن عساکر نے سلمہ بن قیس (رح) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عورتوں کو ان کے نفاس کے خون میں چھوہارے کھلاؤ تو اس کا بچہ حلیم پیدا ہوگا کیونکہ وہ مریم (علیہا السلام) کا کھانا تھا جب آپ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو جنم دیا تھا اگر اللہ تعالیٰ کھجور سے بہتر کسی کھانے کو پاتے تو مریم (علیہا السلام) کو خاص طور پر کھلاتے۔

۱۶:۔ عبد بن حمید نے شقیق (رح) سے روایت کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نفاس کے خون والی عورت کے لئے پکی کھجور سے بہتر کوئی چیز جانتے تو اس کا مریم (علیہا السلام) کو ضرور حکم فرماتے۔

نفاس والی عورت کے لئے خشک کھجور مفید ہے:

۱۷:۔ عبد بن حمید نے عمرو بن میمون (رح) سے روایت کیا کہ نفاس والی عورت کے لئے پکی کھجور یا خشک کھجور سے بہتر کھانا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) "وھزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیا"۔

۱۸۔ سعید بن منصور، عبد ابن حمید اور ابن منذر ربیع بن خیثم (رح) سے روایت کیا کہ نفاس والی عورتوں کے لئے میرے نزدیک مثل پکی کھجور کے کوئی دوا نہیں اور مریض کے لئے شہد کی مثل کوئی دوا نہیں۔

۱۹:۔ ابن عساکر نے شعبی (رح) سے روایت کیا کہ قیصر (بادشاہ نے) عمر بن خطاب (رض) کی طرف لکھا میرے پاس آپ کی طرف سے قاصد آئے ہیں انہوں نے بتایا کہ تمہارے پاس ایک درخت ہے جو کسی خیر کے لئے پیدا نہیں کیا گیا نکلتا ہے گدھے کے کانوں کیطرح پھر وہ سفید موتیوں کی طرح پھٹ جاتا ہے سبز زمرد کی طرح ہو جاتا ہے سرخ یاقوت کی طرح ہو جاتا ہے پھر پک جاتا ہے عمدہ فالودہ کی طرح ہو جاتا ہے تو کھایا جاتا ہے پھر خشک ہو جاتا ہے پھر وہ مقیم کے لئے عصمت کا باعث ہوتا ہے اور مسافر کے لئے زادراہ ہوتا ہے اگر قاصدوں نے سچ کہا ہے تو میرے خیال میں جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے عمر (رض) نے ان کی طرف لکھا بلاشبہ تیرے قاصدوں نے تجھے سچ کہا ہے ہمارے علاقہ میں ہے یہ وہ درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم (علیہا السلام) کے لئے اگایا جب انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو جنم دیا تھا۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

قدم قدم پر اپنی عنایات سے سرفراز فرمایا جارہا ہے۔ اس تنے کو ذرا جھنجھوڑو تمہارے کھانے کیلئے عمدہ پکی ہوئی کھجوریں تیرے قدموں میں آگرینگی۔ وہی پروردگار جو حجرہ عبادت میں تجھے بے موسم کے پھل کھلایا کرتا تھا وہی آج تیرے ایام زچگی کے لیے تازہ اور میٹھے خرموں کا اہتمام فرمارہا ہے۔ جنی وہ پکا ہوا پھل جو توڑنے کے قابل ہوجائے الجنی الذی بلغ الغاية وجاء او ان اجتنانه اطباء کے نزدیک ایام زچگی میں عورت کے لیے بہترین خوراک تازہ اور شیریں کھجور ہے۔ ضیاء القرآن

طبّی ماہرین کے مطابق کھجوروں میں کاربن موجود ہے جو ہڈیوں کی صحت کو بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے، ایک تحقیق میں یہ دریافت کیا گیا کہ کھجور میں موجود منرلز جیسے فاسفورس، پوٹاشیم، کیلشیئم اور میگنیشم ہڈیوں کو مضبوط بناکر ہڈیوں کے بھر بھرے پن جیسے امراض کے خلاف لڑتا ہے۔[33]

کھجوروں میں وٹامن بی سکس بھی موجود ہوتا ہے جو کہ جسم میں سیر وٹونین اور norepinephrine بنانے میں مدد دیتا ہے جس سے دماغی صحت بہتر ہوتی ہے۔

ایک تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ وٹامن بی سکس کی جسم میں کم مقدار اور ڈپریشن کے درمیان تعلق موجود ہے، وٹامن بی سکس کا زیادہ استعمال صرف جسم کو نہیں بلکہ ذہن کو بھی تیز کرتا ہے۔[34]

فائبر، پوٹاشیم، میگنیشم، وٹامنز اور اینٹی آکسائیڈنٹس کی موجودگی کھجور کو بہترین پھل بناتی ہے، جبکہ اس میں موجود شکر اور گلوکوز جسم کو فوری توانائی فراہم کرتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق کھجور صرف جسمانی توانائی ہی نہیں بڑھاتی بلکہ یہ پھل اسے برقرار رکھنے میں بھی مدد دیتی ہے۔[35]

ان تمام نعمتوں اور ان اسباب کی عمدگی پر غور وفکر کرنے سے یہ نتائج حاصل ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ اس کائنات میں اگرچہ مادی اسباب کے ذریعے ہی اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کرتے ہیں تاہم وہ اسباب کے محتاج نہیں وہ جب چاہیں جیسے چاہیں کن فیکون

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [36]

بے شک جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

بعض اوقات انسان اس سوچ میں پڑ کر اپنا ایمان کمزور کر لیتا ہے کہ ایسا ہونے کے بظاہر امکانات نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسباب کے بغیر بھی اشیاء کو جب چاہیں پیدا کر لیں تاہم انسان کو اسباب کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہوگا۔

ان تینوں مواقع پر تفکر و تدبر سے یہ نتیجہ بھی سامنے آتا ہے کہ سب سے پہلے انسان کو اپنا یقین پختہ کرنا ہوگا حضرت ہاجرہ کا ذات باری پر بے پناہ توکل ہی اس خوبصورت انعام کا باعث بنا۔ جبتک انسان بے خطر آتش نمرود میں کودنے کا حوصلہ پیدا نہ کرے تب تک آگ کے گل گلزار بننے کے امکانات نہیں ہوتے۔

اس سے یہ نتیجہ بھی سامنے آتا ہے کہ رب تعالیٰ دلوں کے تقویٰ اور اعتماد کو پرکھتے ہیں اس میں جنس یا نوع کا کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ بس اپنا آپ تسلیم کی سان پہ جو بھی چڑھالے گا رحمت ایزدی اس پر مہربان ہو گی اور

وَيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُۚ وَمَن يَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسۡبُهُۥٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَٰلِغُ أَمۡرِهِۦۚ قَدۡ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَيۡءٖ قَدۡرٗا [37]

اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے.

حواشی، حوالہ جات

[1] ابراہیم ۱۴: ۳۷

[2] ابراہیم رفعت پاشا، مرآۃالحرمین، دارالکتب المصریۃ، قاہرہ، ۱۹۲۶ء، 1/255

[3] دار قطنی، علي بن عمر بن أحمد بن مهدي، أبوالحسن الدار قطني الشافعي، السنن، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ۔ ۲، ۲۸۹

[4] الموسوعہ الفقھیہ، وزارۃالأوقاف والشئون الإسلامیۃ، الکویت، ۱۴۰۴، التبرک بماء زمزم

[5] حاکم، محمد بن عبداللہ بن حمدویہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: مصطفی عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ا، ۶۴۶

[6] البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (م 458ھ)، السنن الکبری، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعۃ الثالثۃ، 1424ھ-2003ء، ۵، ۲۰۲

[7] نووی، شرح النووی علی مسلم،، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی نمبر 1، س ن، ا، ۴۰۰

[8] محمد بن محمد بن سليمان بن الفاسي بن طاهر السوسي الردواني المغربي المالكي (المتوفى: 1094هـ)، جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد، تحقيق: أبو علي سليمان بن دريع، مكتبة ابن كثير، كويت، طبع اول، 1418ھ، ۳۶۸ /۱

[9] محمد بن محمد بن سليمان بن الفاسي بن طاهر السوسي الردواني المغربي المالكي (المتوفى: 1094هـ)، جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد: ۳۶۸۲

[10] شامی، محمد بن یوسف، سبل الهدیٰ سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد ﷺ، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۲۰۱۳ء، ۱/ ۱۸۵

[11] الذهبی، شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان (م 748هـ)، المحقق: الشيخ شعيب الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة، طبع سوم، 1405ھ، سیر اعلام النبلاء: ۲۱۲/۱۱

[12] سیرِ اعلام النبلاء: ۳۷۰/۱۴

[13] ابن القیم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (م 751هـ)، زاد المعاد في هدي خير العباد، مؤسسة الرسالة، بيروت، سترہواں ایڈیشن، 1415ھ، ۳۹۳/۴

[14] ابن ماجہ، باب الشرب من ماء زمزم، مکتبة دار السلام، الرياض، 1999ء، رقم: ۳۰۵۲

[15] ایس پی نیوز، ۱۳ جولائی ۲۰۲۱

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid+483072936815440&id retrieved on 22 December, 2021 at 03:58pm

[16] آل عمران ۳ :۳۷

[17] راغب اصفہانی، أبو القاسم الحسين بن محمد (المتوفى: 502ھ)، مفردات القرآن، 1999ء، من أول سورة آل عمران

[18] شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى: 1270هـ)، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، المحقق: علي عبد الباري عطية، دار الكتب العلمية، بيروت، طبع اول، 1415ھ، ۱۳۷/۲

[19] آل عمران ۳:۳۷

[20] آل عمران ۳:۳۷

[21] تفسیر ابن کثیر مترجم علامہ محمد میمن جوناگڑھی، نور محمد کارخانہ کتب آرام باغ کراچی، ص ۶۱

[22] ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، (م 327ھ)، تفسير القرآن العظيم، المحقق: أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفى الباز - المملكة العربية السعودية، طبع سوم، 1419، ۸۹/۲

[23] طبری، ابن جریر، جامع البیان، دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ، ۱۶۵/۳

[24] یوسف: ۷۵

[25] الکھف: ۹۳

[26] القصص: ۲۳

[27] الرازی، ابو عبد اللہ محمد فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیة، ۱۴۲۲ھ، 660/2

[28] سید قطب، تفسیر فی ظلال القرآن، ترجمہ، سید منصور شاہ شیرازی، ادارہ منشورات اسلامی، لاہور، ۶۰۱/۱

[29] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۶ھ، ۷۸/۲

[30] سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن ابن ابی بکر، تفسیر الجلالین، مکتبہ البشری، کراچی، ۱۴۲۰ھ، ۹۷/۲

[31] مریم۱۹:۲۳_۲۶

[32] مریم/25

[33] Nutritional and Functional Properties of Dates: A Review, Mohamed Ali Al-Farsi, &Chang Yong Lee Pages 877-887 | Published online: 23 Oct 2008https://doi.org/10.1080/10408390701724264

[34] The fruit of the date palm: its possible use as the best food for the future?, Walid Al-Shahib , Richard J Marshall, Affiliations expand PMID: 12850886 DOI: 10.1080/09637480120091982

[35] Glycemic indices of five varieties of dates in healthy and diabetic subjects

Juma M Alkaabi, Bayan Al-Dabbagh, Shakeel Ahmad, Hussein F Saadi, Salah Gariballa, and Mustafa Al Ghazali,

[36] یسین ۳٦:۸۲

[37] الطلاق ٦۵:۳